

## سُورَةُ الْبَقْرَةِ

کے پہلے رکوع کے ایک حصہ کی ایمان افراد

لَهُ مُكَفَّرٌ وَمَنْ

از حضرت مزا غلام احمد صاحب  قادریانی (مسیح موعود)

اور قرآن کریم کے نزدیک اللہ اور الیوم الآخر کے حقیقی معنی در

اشتاً در مدح حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم از مسیح موعود

پیشکردہ

حضرت مولانا شیخ عبد الرحمن مصری صاحب

اسٹر شعبہ دعوۃ فارس شاہزاد

احمدیہ انجم انشاعرт اسلام

احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور

پاراول شناختہ ۱۹۶۵ء تعداد ۲۰۰۰ ہزار عرفات ارث پریس لاہور

## سورة البقرة کے پہلے رکوع کے ایک حصہ کی ایمان افراد تفسیر

اور قرآن کریم کے نزدیک اللہ اور الیوم الآخر کے حقیقی معنی از قلم محدث الزبان حضرت مرزا علام احمد صاحب قادریانی چنانچہ قرآن شریف انہیں آیات سے شروع ہوتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔

هُدَنَا الصَّوَاطُ الْمُسْتَقِيمُ طَحْ صَوَاطُ الدِّينِ النَّعْتُ عَلَيْهِمْ يُنَزَّلُ اَنْتَ بِهِارَے خدا میں رسول اور نبیوں کی راہ پر چلا جن پر تیرا انعام اور اکام ہوا ہے۔

اب اس آیت سے کہ جو سچ وقت نماز بین پڑھی جائی ہے ظاہر ہے کہ خدا کا

**خواشیلہ** یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جیسا انسان پسے دین پر ہو تو اعمال صالحة بجا لانے سے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک انعام پتا ہے اسی طرح سنت الہی واقع ہے کہ پسخ دین والا صرف اس مرتبک بھیرایا نہیں جاتا جسی حد تک وہ اپنی کوشش سے چلتا ہے اور اپنی سُنی سے قدم رکھتا ہے بلکہ جب اس کی کوشش حد تک پہنچ جاتی ہے اور انسانی طاقتوں کا تمام ختم ہو جاتا ہے تو تباہیت الہی اس کے وجود میں ایسا کام کرتی ہے اور ہماری ایسی اس مرتبہ تک اس کو علم اور عمل اور معرفت میں ترقی بخشی ہے جس مرتبہ تک وہ اپنی کوشش سے نہیں پہنچ سکتا تھا جیسا کہ ایک دوسرے مقام میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا النَّهَى مِنْهُمْ نُضِّلُّنَا بَعْنَى جَوَّلُك هماری راہ میں مجاہدہ اختیار کرتے ہیں اور جو کچھ ان سے اور ان کی قوتوں سے ہو سکتا ہے بحالاتے ہیں تو تباہیت احادیث ان کا ہامہ بکری دلتی ہے اور جو کام ان سے نہیں ہو سکتا تھا وہ آپ کو دکھلاتی ہے۔ منہ

رودھانی انعام جو معرفت اور محبت الہی ہے حرف رسولوں اور نبیوں کے فریج سے ہی ملتا ہے نہ کسی اور فریج سے - ہمیں معلوم نہیں کہ میاں عبد الحکیم خان نماز بھی پڑھتے ہیں یا نہیں - اگر پڑھتے ہوئے تو ممکن نہ تھا کہ ان آیات کے معنوں سے بے خبر ہستے ملگر جب ان کے نزدیک قریب ہی کافی ہے تو پھر نماز کی کیا ضرورت ہے نماز تو رسول کا ایک طریقہ عبادت بتلایا ہوا ہے جس کو رسول کی متابعات سے کچھ غرض نہیں اس کو نماز سے کیا غرض ہے اس کے نزدیک تو مودہ بر ہموڑی نجات یافت یہیں کیا وہ نماز پڑھتے ہیں اور جب کہ اس کے نزدیک ایک شخص اسلام سے مرتد ہو کر بھی بوجہ اپنی خشک توجید کے نجات پاسکتا ہے اور ایسا آدمی بھی نجات پاسکتا ہے جو یہودی یا نصاریٰ یا آریوں میں سے مودہ ہے - گو اسلام کا مکذب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشن ہے تو پھر اس کی بھی رائٹے ہو گئی کہ نماز لاحصل اور روزہ بے سود ہے مگر ایک مومن کے لئے تو حرف یعنی آیت کافی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رودھانی دولت کے مالک حرف انبیاء اور رسول ہیں اور ہر ایک کو انہی پروردی سے حصہ ملتا ہے -

پھر سورۃ بقرہ کے شروع میں یہ آیات ہیں یہ ذلیک اللہ تبارکہ لاریب فیہ هدی  
 للْمُتَّقِينَ وَالَّذِينَ يَؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ رَبِّ الْعَالَمَاتِ وَمَا رَأَيْتُمْ فَهُنَّ مُتَّفِقُونَ وَ  
 الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أَنْزَلَكُمْ إِلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلْتُ مِنْ قَبْلِكُمْ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُؤْمِنُونَ وَ  
 إِذْنَكُمْ عَلَى هُدًیٍ مِّنْ رَبِّهِمْ دَادَتُكُمْ هُمُ الْمَفْلُوْنَ ۝ (ترجمہ) یہ کتاب جو شکوہ د  
 شہمات سے پاک ہے متفقیوں کے لئے ہدایت نامہ ہے اور متفقی وہ لوگ ہیں جو خدا پر  
 جس کی ذات مخفی و تخفی ہے ایمان لانتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور اپنے مالوں میں  
 سے خدا کی راہ میں کچھ دیتے اور اس کتاب پر ایمان لانتے ہیں جو تیر پرے پر نازل ہوئی اور نیز  
 ان کتابوں پر ایمان لانتے ہیں جو تجوہ سے پہنچ نازل ہوئی وہی لوگ خدا کی طرف سے  
 ہدایت پر ہیں اور درستی ہیں جو نجات پائیں گے۔

اب امطہار اکھھہ کھولو اے میاں عبد الحکیم کہ خدا تعالیٰ نے ان آیات میں فیصلہ کر دیا

ہے اور نجات پا نا صرف اسی بات میں حصر کر دیا ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان ڈالیں اور اس کی بندگی کریں۔ خدا تعالیٰ کے کلام میں تناقض اور اختلاف نہیں ہو سکتا پس جب کہ اللہ جل جلالہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے نجات کو والبت کر دیا ہے تو پھر بے ایمانی ہے کہ ان آیات قلمبیعت الدلالات سے انحراف کر کے متنا بہات کی طرف درڑیں۔ متنا بہات کی طرف ہی لوگ درڑتے ہیں جن کے دل نفاق کی رخن سے بیمار ہوتے ہیں۔

اور ان آیات میں حوصلہ متفق ہے وہ یہ ہے کہ آیات محدود بر الایں خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اللہ ذلک الکتب لا مریب ہے یہ ٹھہری ملتیں بینی یہ وہ کتاب ہے جو خدا تعالیٰ کے علم سے ظہور نہ ہوئی ہے اور چونکہ اس کا علم جل جلالہ اور نبیان سے باک ہے اس لئے یہ کتاب ہر ایک شنک دشیر سے خالی ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ کا علم انسانوں کی مکمل کرنے پر اپنے اندر ایک کامل طاقت رکھتا ہے اس لئے یہ نبیان متفقین کے لئے ایک کامل ہدایت ہے اور ان کو اس مقام تک پہنچاتی ہے جو انسانی نظرت کی نزیقات کے لئے آخری مقام ہے اور مدد ان آیات میں فرماتا ہے کہ متفق ہو ہیں کہ جو پوشیدہ خدا پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو فاضم کرتے ہیں اور اپنے مالوں میں سے کچھ خدا کی راہ میں دیتے ہیں اور قرآن شریف اور پیغمبر کتابوں پر ایمان لاتے ہیں وہی ہدایت کے سر پر ہیں اور وہی نجات پائیں گے ان آیات سے یہ تو معلوم ہوا کہ نجات بیغز بی کیم پر ایمان لانے اور اس کی ہدایات نماز وغیرہ کے بجا لانے کرنے ہیں مل سکتی اور جو نہ ہیں وہ لوگ جو بی کیم کا واسی چھوڑ کر حصہ خشک توحید سے نجات دُصون نہ لتے ہیں مگر یہ عذر و قابل عمل رہا کہ جب کہ وہ لوگ ایسے استباز ہیں کہ پوشیدہ خدا پر ایمان لاتے اور نماز بھی ادا کرتے ہیں اور روزہ بھی رکھتے ہیں اور اپنے ماشیت عبد الحکیم خان کے زدیک جہان تک اس کی عمارت سے سمجھا جاتا ہے ارتذا کر لئے یہ بھی ایک عذر ہے کہ جس شخص کو اپنی راستے میں اسلام کی سچائی کے کافی دلائل نہیں ملے وہ اسلام سے مرتد ہو کر بھی نجات پا سکتا ہے کیونکہ اسلام کی حقایق پر اس کو نسلی حاصل نہیں ہوئی مگر اس کو میان کرنا پا ہیئے تھا کہ کس حد تک تمام جنت اس کے زدیک ہے۔ مذہب صفحہ نمبر ۵ پر پڑھئے

ماں ویں سے خدا کے راہ میں کچھ دیتے ہیں اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں پر ایمان بھی رکھتے ہیں تو چھبھیرے فرماتا کہ ہدیٰ للہتین یعنی ان کو یہ کتاب ہدایت دے گی اس کے کیا منی ہیں وہ قوان سب باتوں کو بجا لانا کر پہلے ہی سے ہدایت یافتہ ہیں اور حاصل شدہ کو حاصل کرنا یہ تو ایک امر عجیب معلوم ہوتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ باوجود ایمان اور عمل صالح کے کامل استقامت اور کامل ترقی کے متعاق ہیں جس کی رہنمائی صرف خدا ہی کرتا ہے انسانی کوشش کا اس بی وظیں نہیں استقامت سے مراد یہ ہے کہ ایسا ایمان دل میں روح جائے کہ کسی ابتلاء کے وقت بھروسہ کرنے سے حاشیہ جبت کسی کتاب کے عمل اربعہ کامل نہ ہوں وہ کتاب کامل نہیں کہلا سکتی اس لئے خدا تعالیٰ نے ان آیات میں قرآن شریف کے عمل اربعہ کا ذکر فرمایا ہے اور وہ چار ہیں (۱) علت فاعلی (۲) علت مادی (۳) علت صوری (۴) علت غائبی۔ اور ہر چیز کا مل درجہ پر ہیں یہیں اللہ علت فاعلی کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کے معنی ہیں انا اللہ اعلم یعنی کہیں جو خدا نے عالم الخیب ہوں میں نے اس کتاب کو آتا را ہے پس چونکہ خدا اس کتاب کی علت فاعلی ہے اس لئے اس کتاب کا فاعل ہر ایک فاعل سے زبردست اور کامل ہے اور علت اوری کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے یہ فقرہ کہ ذلک المکتب یعنی یہ وہ کتاب ہے جس نے خدا کے علم سے خلخت وجود پہنچا ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ خدا تعالیٰ کا علم تمام علوم سے کامل اور علت صوری کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے یہ فقرہ لا ریب فیہ یعنی یہ کتاب ہر ایک علمی اور شک ذکر سے پاک ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ جو کتاب خدا تعالیٰ کے علم سے نکلی ہے وہ اپنی صحت اور ہر ایک عیب سے مبترا ہونے میں بے مثل اور بے مانند ہے اور لاریب ہونے میں ایک اور اتم ہے اور علت غائبی کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے یہ فقرہ کہ ہدیٰ للہتین یعنی یہ کتاب ہدایت کامل متفقین کے لئے ہے اور جہاں تک انسانی سرث کے لئے زیادہ سے زیادہ ہدایت ہو سکے وہ اس کتاب کے ذریبہ سے ہوئی ہے۔ من

کھاویں اور الیسے طرز اور الیسے طور پر اعمال صالح صادر ہوں کہ ان میں لذت پیدا ہو اور مشقت اور تلخی محروم نہ ہو اور ان کے لیے بڑی ہی نہ سکیں گویا وہ اعمال روح کی غذا ہو جائیں اور اس کی روٹی بن جائیں اور اس کا آپ شیرین بن جائیں کہ بیخراں کے زندہ رہ سکیں غرض استقامت کے بارے میں ایسے حالات پیدا ہو جائیں جن کو انسانِ محض اپنی سُبی سے پیدا نہیں کر سکتا بلکہ جیسا کہ روح کا خدا کی طرف سے فیضان ہوتا ہے وہ فتنہ الحادث استقامت بھی خدا کی طرف سے پیدا ہو جائے۔

ادر ترقی سے مراد یہ ہے کہ وہ عبادت اور ایمان جوانانی کو کششوں کی انتہا پر اس کے علاوہ وہ حالات پیدا ہو جائیں جو مخفی خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے پیدا ہو سکتے ہیں یہ بات ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ پر ایمان لانے کے بارے میں انسانی سُبی اور عقول صرف اس حذیک رہبری کرتا ہے کہ اس پوشیدہ خدا پر جس کا چہرہ نہیں دیکھا گیا ایمان لایا جائے اسی وجہ سے شریعت جوانان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف دینا نہیں چاہیتی اس بات کے بعد بھوکری نہیں کرتی کہ انسان اپنی طاقت سے ایمان بالغیب سے بڑھ کر ایمان حاصل کرے ہاں راستیا زدیں کو اسی آیتِ ہدیٰ للہم تَعَالَیٰ مِنْ وَعْدِهِ دِيَأْنِی گیا ہے کہ جب وہ ایمان بالغیب پر ثابت قدم ہو جائیں اور جو کچھ وہ اپنی سُبی سے کر سکتے ہیں کریں تب خدا ایمان کی حالت سے عرفان کی حالت تک ان کو پہنچا دیکھا اور ان کے ایمان میں ایک اور زندگ پیدا کر دیکھا قرآن شریف کی سچائی کی یہ ایک نشانی ہے کہ وہ جو اس کی طرف آتے ہیں ان کو اس مرتبہ ایمان اور عمل پر رکھنا نہیں چاہتا کہ جو وہ اپنی کوشش سے انتیار کرتے ہیں کیونکہ اگر ایسا ہو تو کبونکر معلوم ہو کہ خدا موجود ہے بلکہ وہ انسانی کوشش پر اپنی طرف سے ایک ثمرہ منصب کرتا ہے جس میں خدائی چک اور خدائی تصریف ہوتا ہے مثلاً جیسا کہ میں نے سایں کیا انسان خدا پر ایمان لانے کے باوجود میں اس سے زیادہ کیا کو سکتا ہے کہ وہ اس پوشیدہ خدا پر ایمان لانے کے وجود پر ذرہ اس عالم کا گواہ ہے مگر انسان کی یہ تو طاقت ہی نہیں ہے کہ مخفی لپٹنے ہی قدر میں اور اپنی ہی کوشش اور اپنے ہی زور باز و سے خدا کے افواہِ وہیت پر اطلاع پادے اور ایمانی حالت سے عرفانی حالت تک پہنچ جادے اور شتابدہ اور رفتہ اور کیفیت کی کیفیت اپنے اندر پیدا کر لے۔

اسی طرح انسان سخی اور گوکشش نماز کے ادا کرنے نیں اس سے زیادہ کیا کر سکتی ہے کہ جہاں تک ہو سکے پاک اور صاف ہو لا اور ترقی خطرات کر کے نماز ادا کریں اور گوکشش کریں کہ نماز ایک گھنی ہوئی حالت میں نہ رہے اور اس کے جس قدر ارکان حمد و شنا حضرت عزت اور قبہ د استخفار اور دعا اور درود ہیں وہ ملی چوکش سے صادر ہوں لیکن یہ نہ انسان کے اختیار میں نہیں ہے کہ ایک فوق العادت مجبت ذاتی اور خشوع ذاتی اور محیوت سے بھرا ہوا ذوق و شرق اور ہر ایک کدوڑ سے خالی حضور اس کی نمازیں پیدا ہو جائے گویا بہ خدا کو دیکھ لے اور ظاہر ہے کہ جبکہ نمازیں یہ کیفیت پیدا نہ ہو وہ نفعان سے خالی نہیں اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ شفیعی وہ ہیں جو نماز کو کھڑی کرتے ہیں اور کھڑی وہی چیز کی جاتی ہے جو گر نے کر لئے منفرد ہے پس آیت یقینیوت المصلوۃ کے معنی ہیں کہ جہاں تک ان سے ہو سکتا ہے نمازوں قائم کرنے کے لئے کوشش کرتے ہیں اور تکلف اور عجہدات سے کام لیتے ہیں مگر انسانی کوشش بخیر خدا تعالیٰ کے فضل کے بیکار ہیں اس لئے اس کیم دریم تے فرمایا ہندی المحتفین یعنی جہاں تک ملک ہو وہ تغیری کی راہ سے نمازی کی اقامت میں کوشش کریں پھر اگر وہ میرے کلام پر ایمان لاتے ہیں تو یہیں ان کو فقط انہی کی کوشش اور سبی پر نہیں پھرڑوں گا بلکہ میں آپ ان کی دشمنی کر دیں گا تب ان کی نماز ایک اور زیگ پکڑ جائے گی اور ایک اور کیفیت ان میں پیدا ہو جائے گی جو ان کے جیال و گان میں بھی نہیں تھی پفضل محض اس لئے ہے بلکہ کوہ خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف پر ایمان لاتے اور جہاں تک ان سے ہو سکا اس کے احکام کے مطابق عمل میں مشغول رہے عرض نماز کے متعلق جس زائد ہدایت کا وعدہ ہے وہ یہی ہے کہ اس قدر طبعی جوکش اور ذاتی مجبت اور کامل حضور مسیح آجائے کہ انسان کی آنکھ اپنے درب حقیقی کے دیکھنے کے لئے کھل جائے اور ایک غارق عادت کیفیت مشاہدہ جمال باری کی میسر آجائے جو لذات روحانی سے سر سرمحور ہو اور دنیوی رذائل اور الواقع واقعات کے معاصر قولی اور فلسفی اور بصیری اور سماعی سے دل کو منتفہ کر دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان المتایذ همین الہ ایسا ہی مالی عبادت جس قدر انسان اپنی کوشش سے کر سکتا ہے وہ حرف اس قدر ہے کہ اپنے احوال غوریہ میں سے کچھ خدا کے لئے دیوے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی سورہ میں فرمایا ہے و ما من رفہم میلقھوں اور جبیا کم ایک دوسری جگہ فرمایا ہے لئے تسلیم البر حتی تفقوا

حاتھیوں لیکن ظاہر ہے کہ اگر مالی عبادت میں انسان صرف اسی قدر بجا لاؤے کے لئے اموال  
بجورہ مزغوبی سے کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں دیوے تو یہ کچھ کمال نہیں ہے کمال تو یہ ہے کہ ماسنی  
سے بکلی دست بردار ہو جائے اور جو کچھ اس کا ہے وہ اس کا نہیں بلکہ خدا کا ہو جائے یہاں  
تک کہ جان بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں فدا کرنے کے لئے تیار ہو کیونکہ وہ بھی حما مرزا قفهم میں داخل  
ہے خدا تعالیٰ کامنت اس کے قول حما مرزا قفہ سے صرف درہم دینا نہیں ہے بلکہ یہ بڑا دوسری  
لقطہ ہے جس میں ہر ایک وہ نعمت داخل ہے جو انسان کو دی کی گئی ہے۔

غرض اس جگہ بھی ہدیٰ للہتین فرمائے سے خدا تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ جو کچھ انسان کو  
ہر ایک قسم کی نعمت مثلاً اس کی جان اور صحت اور علم اور طاقت اور مال و فیروزی سے  
دیا گیا ہے اس کی نسبت انسان اپنی کوشش سے صرف حما مرزا قفهم نیققوتوں تک اپنا  
اخلاص ظاہر کر سکتا ہے اور اس سے بڑھ کر بشری قویں طاقت نہیں رکھتیں لیکن خدا تعالیٰ کا  
قرآن شریف پر ایمان لانے والے کیتے اگر وہ حما مرزا قفهم نیققوتوں کی حد تک اپنا صدق ظاہر کر لے  
بوجب آیت ہدیٰ للہتین کے یہ وعدہ ہے کہ خدا تعالیٰ اس قسم کی عبادات میں بھی کمال تک اس  
کو پہنچا دے گا اور کمال یہ ہے کہ اس کو بر قوت اثاثہ کشی جائے گی کہ وہ شرح صدر سے یہ بمحض  
لے گا کہ جو کچھ اس کا ہے خدا کا ہے اور کبھی کسی کو محکوس نہیں کرائے گا کہ یہ چیز اس کی ختنی ہیں  
کے ذریحہ سے اس نے نوع انسان کی خدمت کی مثلاً احسان کے ذریحہ سے کبھی انسان کسی کو  
محوس کرتا ہے کہ اس نے اپنا مالی دوسرا سے کو دیا مگر یہ ناقص حالت ہے نہ کیونکہ وہ بھی محکوس  
خواشیدہ اس کا سبب یہ ہے کہ بیاعث ضعف بشریت انسان کی فطرت میں ایک بخل بھی ہے کہ  
اگر ایک بہاڑ سونے کا بھی اس کے پاس ہوتا بھی ایک حصہ بخل کا اس کے اندر ہوتا ہے اور  
نہیں چاہتا کہ اپنا تمام مال اپنے ہاتھ سے چھوڑ دنے لیکن جب بوجب آیت ہدیٰ للہتین  
کے ایک درہی قوت اس کے شامل حوال ہو جاتی ہے تو چھر اب انشراح صدر ہو جاتا ہے کہ تمام  
بخل اور سارا شیع سنسکھی دوڑ ہو جاتا ہے تب خدا کی رفاقت جو ہر ایک مال سے زیادہ پیا  
معلوم ہوتی ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ زمین پر قافی خزانے جمع کرے بلکہ آسمان پر  
اپنا مال جمع کرتا ہے۔ متن

کریکا کہ جب اس چیز کو اپنی چیز سمجھ گیا پس جب بوجب آیت ہدایت للہ تعالیٰ  
 کے خدا تعالیٰ قرآن شریف پر ایمان لانے والے کو اس مقام سے ترقی بخشیں گا تو وہ یہاں  
 نہ کسی اپنی تمام چیزوں کو خدا کی چیزیں سمجھ لے گا کہ محسوس کرانے کی حق بھی اس کے دل میں  
 سے حاصل رہے گی اور نوع انسان کے لئے ایک مادری ہمدردی اس کے دل میں پیدا  
 ہو جائیں گی بلکہ اس سے بھی پڑھ کر اور کوئی چیز اس کی اپنی نہیں رہے گی بلکہ سب خدا کی  
 ہو جائیں گی اور یہ تب ہو گا کہ جب وہ پچھے دل سے قرآن شریف اور ربی کی صلح پر ایمان  
 لائے گا بپیر اس کے نہیں پس کس مدرگراہ وہ لوگ ہیں جو بغیر تابعت قرآن شریف  
 اور رسول کیم کے صرف خشک توجید کو موجب نجات پھیلاتے ہیں بلکہ مشاہدہ ثابت کر  
 رہا ہے کہ ایسے لوگ نہ خدا پر سچا ایمان رکھتے ہیں نہ دنیا کے لاچوں اور خواہشوں سے باک  
 ہو سکتے ہیں چہ جائیکہ وہ کسی کمال تک ترقی کریں اور یہ بات بھی بالکل غلط اور کو راستہ  
 خیال ہے کہ انسان خود بخود فتحت توجید حاصل کر سکتا ہے بلکہ توجید خدا کی کلام کے ذریعے  
 ملتی ہے اور اپنی طرف سے جو کچھ سمجھتا ہے وہ خرک سے خالی نہیں اسی طرح خدا تعالیٰ اسی  
 کتابوں پر ایمان لانے کے باعثے میں انسانی کوشش صرف اس حد تک ہے کہ انسان  
 تقویٰ افنتیار کر کے اس کی کتاب پر ایمان لادے اور صبر سے اس کی پیروی کرے اس  
 سے زیادہ انسان میں طاقت نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے آیت ہدایت للہ تعالیٰ  
 ہے کہ اگر اس کی کتاب اور رسول پر کوئی ایمان لاٹیں گا تو وہ مزید ہدایت کا مستحی ہو گا اور خدا  
 اس کی آنکھ کھولے گا اور لینے مکالمات دخال طبات سے منصرف کر گا اور بڑے بڑے نشان  
 اس کو دھکائیں گا بیان نہ کر دو وہ اسی دنیا میں اس کو دیکھو گا کہ اس کا خدا موجود ہے  
 اور پوئی تسلی پائیں گا۔ خدا کا کلام کہتا ہے کہ اگر قویمرے پر کامل ایمان لادے تو میں تیرے پر  
 بھی نازل ہوں گا اسی بناء پر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس  
 اخلاص اور محبت اور شوق سے خدا کے کلام کو پڑھا کر دہاہانی نہ کیں میری زبان پر بھی  
 جاری ہو گیا بلکہ انہوں کو لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ مکالمات الہیہ کیا شے ہیں اور کسی  
 خاص شیعہ درستیقت کا مل تابعت یہی ہے کہ دی ہی زندگ پر کھڑے اور دمہی انوار دل پر دار ہو  
 جائیں دخلت الناصر حقی صرفت ناصر اُ منہ

حالت میں کہا جائیگا کہ خدا کی شخص سے مکالمہ فرماتا ہے بلکہ اکثر نادان دُگ شیطانی اتفاق کو بھی خدا کا کلام سمجھنے لگتے ہیں اور ان کو شیطانی اور رحمانی الہام میں تینیں پس بادر ہے کہ رحمانی الہام اور روحی کے لئے اول شرط یہ ہے کہ انسان مخفی خدا کا ہر جائے اور شیطان کا کوئی حصہ اس میں نہ ہے کیونکہ جہاں مدار ہے ضرور ہے کہ وہاں کئے بھی جمع ہو جائی اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هل ابیکم علی من تنزیل الشیاطین تنزل علی اکمل اخالی اشیم مگر جس میں شیطان کا حصہ نہیں رہا اور وہ سفی زندگی سے ایسا دُور ہے اک گیارہ کیا اور استیاز اور وفا دار بندہ ہے جیا اور خدا کی طرف آگیا اس پر شیطان حملہ نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان عبادی لیں لائے علیہم سلطان جو شیطان کے ہیں اور شیطان کی عاریں اپنے اندر رکھتے ہیں انہیں کی طرف شیطان درڑتا ہے کیونکہ وہ شیطان کے شکار ہیں۔

اور نیز یاد رہے کہ خدا کے مکالمات ایک خاص برکت اور شوکت اور لذت اپنے اندر رکھتے ہیں اور چونکہ خدا سبھ و علیم و رحیم ہے اس لئے وہ اپنے مستقی اور استیاز اور وفا اور بندوں کو ان کے محروم مقام کا جواب دیتا ہے اور یہ سوال دجواب کی گفتگو تک طول پکڑ سکتے ہیں جب بندہ بجز دنیا ز کے رُنگ میں ایک سوال کرتا ہے تو اس کے بعد چند منٹ تک اس پر ایک ربوہ گی طاری ہو کہ اس ربوہ گی کے پردہ میں اس کو جواب مل جاتا ہے اور خدا ایسا کیم اور رحیم اور علیم ہے کہ اگر ہزار و فہری بھی ایک بندہ کوچھ سوالات کرے تو جواب مل جاتا ہے مگر چونکہ خدا تعالیٰ بے نیاز بھی ہے اور حکمت اور صلحت کی بھی رعایت رکھتا ہے اس لئے بعض سوالات کے جواب میں اپنہاں مطلوب نہیں کیا جاتا اور اگر یہ پوچھا جادے کہ کیونکہ معلوم ہو کہ جوابات خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں شیطان کی طرف سے اسکا جواب عموم بھی نہیں کہے چکے ہیں۔

اساں اس کے شیطان گنگا ہے اپنی زبان میں قصاحت اور روائی ہیں رکھنا اور گنگے کی طرح دفعیہ اور کثیر المحتار باتوں پر تقدیر نہیں ہو سکتا صرف ایک بدل پوچھا یہ ہیں ففرہ دفعہ دل میں ڈال دیتا ہے اس کو ازال سے یہ تذہیب ہی نہیں رہی گئی کہ لذتیں اور برا شوکت کلام کر کے اور یہاں پہنچنے والے سلطان کلام کا سوالات کے جواب دینے میں جاری رکھ سکے اور وہ بہرہ بھی ہے ہر ایک سوال کا جواب نہیں رکھ سکتا اور وہ عاجز بھی ہے اپنے الہامات میں کوئی قدرت اور اعلیٰ درجہ کی عنیب گئی کا لمور دکھلا نہیں سکتا اور حاشیہ یہ سوال کہ آیا شیطانی غاب یا الہام میں کوئی غیبی خبر رکھتی ہے یا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ شیطانی خاب یا الہام میں جیسا کہ قرآن شریف سے ظاہر ہوتا ہے کبھی خبر غیب قرہوں کی تبے مگر وہ تین (باتی صفحہ ۱۱ پر)

اس کا گلا بھی بیٹھا ہوا ہے پر شوکت اور بلند آواز سے بول نہیں سکتا۔ عندوں کی طرح اس کی آواز صیغہ ہے انہیں علامات سے شیطانی وحی کو شناخت کر لوگے میکن خدا تعالیٰ گلگھے اور ہرے اور عابر کی طرح نہیں رہ سنا ہے اور برابر جواب دیتے ہے اور اس کے کلام میں شوکت اور سیفیت اور بلندی آواز ہوتی ہے اور کلام پر اپڑا اور لذیذ ہوتا ہے اور شیطان کا کلام وحیا اور زناذ اور شستہ ریگ میں ہوتا ہے اس میں سیفیت اور شوکت اور بلندی نہیں ہوتی اور نہ وہ ہبہت دیر تک حل سکتا ہے کویا جلدی تھک جاتا ہے اور اس میں کندڑی، اور بزرگی، اور بزرگی پیش ہے مگر خدا کا کلام نجکتی والا نہیں ہوتا اور ہر ایک قسم کی طاقت اپنے انہیں رکھتا ہے اسکے بڑے بڑے غلبے غلبے اور اراحت اسی وعدوں پر مشتمل ہوتا ہے اور خدا کی جعل اور عظمت اور قدرت اور قدرت کی اس سے جو آتی ہے اور شیطان کے کلام میں یہ خاصیت نہیں ہوتی اور بقیہ حاشیہ۔ علامینی اپنے ساختہ کھجتے ہے (۱) اول یہ کہ وہ غیب کوئی اقتداری غیب نہیں ہوتا جیسا کہ خدا تعالیٰ کے کلام میں اسی قسم کے غیب ہوتے ہیں کہ فلاں شخص جو شرارت سے باز نہیں آتا ہم اس کو ہلاک (۲) اور فلاں شخصی جس نے صدق و کھدا یا ہم اس کو ایسی الیکا عزت دیں گے اور ہم اپنے بھی کی تائید کے لئے فلاں فلاں قیان دکھلا گئے اور ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا اور ہم منکروں پر فلاں غرائب وار وکریں (۳)۔ اور بزمیوں کو اس طور کی فتح اور نصرت دیں گے یہ اقتداری غیب نہیں ہوتا جو حکومت کی طاقت اپنے اندر رکھتے ہیں ایسی پیشگوئیاں شیطان نہیں کر سکتا (۴) دوسرا شیطانی خواب یا الہام بخیل کی طرح ہوتا ہے اس میں کثرت سے غیب نہیں ہوتا اور رحمانی ہم کے مقابل پر ایسا شخص جاگ جاتا ہے کیونکہ رحمان ہم کے مقابل پر اس کا غیب اس قدر قلیل المختار ہوتا ہے جیسا کہ سمند کے مقابل پر ایک قطرہ (۵) تیری اکثر اس پر جھوٹ غالب ہوتا ہے مگر رحمانی خواب یا الہام پر سچ غالب ہوتا ہے میں اگر کل الہامات کو دیکھا جائے تو رحمانی الہام میں کثرت سچ کی ہوتی ہے اور شیطانی میں اس کے برخلاف اور ہم نے کل کا لفظ رحمان خوابوں یا الہاموں کی نسبت اس نئے استعمال کیا کہ ان میں بھی بعض الہام یا خواب متشاہدات کے زنگ میں ہوتے ہیں یا اجتہادی طور پر کوئی غلطی یہ جاتی ہے۔ اور جاہل نادان ایسی پیشگوئیوں کو جھوٹ سمجھ لیتے ہیں اور ان کا وجد و محض ابتلاء کے لئے ہوتا ہے اور بعض رہائی پیشگوئیاں وعید کی قسم سے ہوتی ہیں جن کا تخلف جائز ہوتا ہے اور نیز بارہ بے کرشمہ الہام ناسیت اور ناپاک آدمی سے مابین رکھتا ہے مگر رحمانی الہامات کی کثرت صرف ان کو ہوتی ہے جو پاک دل ہوتے اور قدرا تعالیٰ کی عبত میں محو ہو جاتے ہیں۔ منہ

نیز خدا تعالیٰ کا کلام ایک قوی تاثیر لپھنے اندر رکھتا ہے اور ایک میخ فولادی کی طرح دل میں دھنس جاتا ہے اور دل پر ایک پاک اثر رکھتا ہے اور دل کو اپنی طرف بھینچتا ہے اور جس پر نازل ہوتا ہے اس کو مردیاں کر دیتا ہے یہاں تک کہ اگر اس کو تیز تلوار کے ساقھہ ملکر ٹھے کر دیا جائے یا اس کو چھاتی دیا جاؤ سے یا ہر ایک قسم کا دھکہ جو دنیا میں ممکن ہے سخنا پایا جاوے اور ہر ایک قسم کی بے عزمی اور قریبین کی جائی یا آتش سوزان میں بھٹایا جاوے یا جلا یا جاوے وہ کہی نہیں ہے کہے گا کہ یہ خدا کا کلام نہیں جو یہ سے پر نازل ہوتا ہے کیونکہ خدا اس کو یقین کا مل بخش دیتا ہے اور پسے چہرہ کا عائش قر دیتا ہے اور جان اور سرعت اور ماں اس کے نزدیک ایسا ہوتا ہے جیسا کہ ایک شکا - وہ خدا کا دام نہیں۔ چھوڑتا اگرچہ نام دنیا اس کو اپنے پیروں کے نیچے کھل ڈالے اور توکل اور شجاعت اور استفامت میں بیشل ہونا ہے مگر شیطان سے الہام پاتے والے یہ قوت نہیں پاتے وہ بزدل ہوتے ہیں - کیونکہ شیطان بزدل ہے۔

بالآخر میں یہ بھی ظاہر کرنا پاہستے ہیں کہ وہ امر جو عبد الجبار خان کی ضلالت کا باعث ہوا ہے جس کی وجہ سے اس کو یہ خیال گزرا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ضرورت نہیں وہ قرآن شریف کی ایک آیت کی غلط فہمی ہے جو بیاعث کی علم اور کرنی تذہب کے اس سے ٹھوڑیں آئی اور وہ آیت یہ ہے ان الذين اصْنَوْا لِهِنَّا هَادِدُوا النَّصَارَىٰ وَالصَّابِرِينَ مِنْ اَنْ يَأْتِهُمْ وَالْيَوْمُ الْآخِرُ حُسْلٌ مَا لَحِقَّهُمْ اَجْرٌ مِّنْ عِنْدِ رَبِّهِمْ وَلَا خُوفٌ عَلَيْهِمْ دُلَّاهُمْ سِيرُ فُؤُنْ ترجمہ دینی جو لوگ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں اور جو لوگ یہ ہم و نصاری اور ستارہ پرست ہیں جو شخصی ان میں سے اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے گا اور اعمال صالح بجا لائے گا خدا اس کو ضائع نہیں کرے گا اور ایسے لوگوں کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان کو کچھ خوف نہیں ہوگا اور نہ غم ہے۔

یہ آیت ہے جس سے بیاعث نادانی اور کجھ فہمی یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ نہ اگر اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ صرف فوجید کافی ہے تو پھر مفصلہ ذیل آیت سے یہ شاپتہ بڑا کر شرک و فیرو سب گناہ بغفرنی کے بغئے جائیں گے اور وہ آیت یہ ہے قل یا عبادی المذین اسوفوا علی انفسهم لا تقطعنوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر لاذنوب بجهنم حاکمہ ایسا ہرگز نہیں۔ میر

پر ایمان لانے کی کچھ ضرورت نہیں بہایت افسوس کا مقام ہے کہ یوگ اپنے نفس اندر کے پروردگار مکات  
 اور بینات قرآنی کی مخالفت کرتے ہیں اور اسلام سے فارج ہونے کے بعد منتشر ہبات کی نیا ڈھونٹتے  
 ہیں ان کو یاد رہے کہ اس آیت میں وہ کچھ فائۂ نہیں اٹھا سکتے کیونکہ الدین قانی پر ایمان لانا اور آخرت  
 پر ایمان لانا اس بات کو متلزم پڑا ہوا ہے کہ قرآن شریف اور آخرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا جائے  
 وجہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اللہ کے نام کی قرآن شریف میں یہ تعریف کی ہے کہ اللہ وہ ذات ہے جو  
 رب العالمین اور جن اور حی ہے جس نے زمین اور اسمان کو چھو دن میں بنایا اور آدم کو پیدا کیا اور رسول ﷺ  
 سچے اور کتنا میں تعبیں اور رسی کے آخر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا جو خاتم الانبیاء اور  
 خیر ارسل ہے اور یوم آخر قرآن شریف کی رو سے جس میں مردے جی ایشیں گے اور پھر ایک فتنہ بہشت  
 میں داخل کیا جادے گا ۴۰ میں دو جانی اور حسانی عذاب کی جگہ ہے اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرماتا ہے  
 کہ اس یوم آخر پر وہی یوگ ایمان لاتے ہیں جو اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں پس جب کہ اللہ تعالیٰ نے  
 خود لفظ اللہ اور یوم آخر کے تصریح ایسے منی کر دیئے جو اسلام سے مخصوص ہیں تو جو شخص اللہ پر ایمان  
 نہیں کا اور یوم آخر پر ایمان لاتے ہاں کے لئے یہ لازمی امر ہو گا کہ قرآن شریف اور آخرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم پر ایمان لادے اور کسی کا اختباً نہیں سمجھے کہ ان میں کو مبدل ڈالے اور یہم اس بات کے بخارات میں  
 میں کو اپنی طرف سے کوئی ایسے محتے ایجاد کریں کہ جو قرآن شریف کے بیان کردہ میں سے متأثر اور مخالف  
 ہوں ہم نے اول سے آخر تک قرآن شریف کو فور سے دیکھا ہے لور قوجہ سے دیکھا اور بار بار دیکھا اور اس  
 کے معانی میں غوب تربیل کیا ہے میں بدی ہی طور پر معلوم ہوا ہے کہ قرآن شریف میں جو خطر صفات اور  
 افعال الہی کا ذکر ہے ان سب صفات کا موصوف اسم اللہ مہر ایکیا ہے مثلاً کہا گیا ہے الحمد لله  
 رب العالمین الرحمن الرحيم ایسا ہی اس قسم کی اور مہمت کی آیات ہیں جن میں یہ بیان ہے کہ اللہ  
 وہ ہے جس نے قرآن اتارا۔ اللہ وہ ہے جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھیلا پیں جیکہ  
 قرآنی اصطلاح میں اللہ کے معنوں میں یہ داخل ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے حضرت محمد صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو سمجھا ہے لذت؟ یہ ضروری ہے کہ جو شخص اللہ پر ایمان لادے تبھی اور کا ایمان متبر اور صحیح  
 سمجھا جائے گا جب کہ آخرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لادے خدا تعالیٰ نے اس آیت میں یہیں  
 فرمایا کہ من امن بالرحمن یا من امن بالرحیم یا من امن بالکوہم اور اللہ سے مراد وہ ذات  
 ہے جو صحیح میمعن صفات کا مل ہے اور ایک عظیم الشان صفت اس کی یہ ہے کہ امن نے قرآن شریف ۹

کو اذتا را۔ اس صورت میں ہم حرف ایسے شخص کی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ وہ اللہ پر ایمان لا لایا جب کہ وہ  
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لا لایا ہوا در قرآن شریف پرمجھی ایمان لا لایا ہوا اگر کوئی کہے کہ پھر ان  
المذین امنو کے کیا منی ہوتے تزیارہ ہے کہ اس کے یہ منی ہیں کہ جو لوگ محض خدا تعالیٰ پر ایمان  
لا سے بہی ان کا ایمان محترم نہیں ہے جب تک خدا کے رسول پر ایمان نہ لادیں ایج بندک اس ایمان  
کو کامل نہ کریں اس بات کو یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن شریف میں اختلاف نہیں ہے میں یہ کیونکہ مولانا  
ہے کہ صد ابا آبتوں میں تو خدا تعالیٰ یہ فرمادے کہ حرف توحید کافی نہیں ہے بلکہ اس کے بغیر پر ایمان  
لامانجات کے لئے ضروری ہے بجز اس صورت کے کہ کوئی اس بنی نسے بخوبی ہو اور پھر کسی ایک  
آیت میں برعکس اس کے یہ تبادلے کہ حرف توحید سے ہی نجات ہو سکتی ہے قرآن شریف اور  
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی کچھ ضرورت نہیں اور طرفی یہ کہ اس آیت میں توحید کا ذکر بھی نہیں  
اگر تو حید مرد بھتی تو یوں کہنا چاہیئے قہا کہ من امن بالتوحید مگر آیت کا تو یہ لفظ ہے کہ من امن  
بادلہ پس امن بادلہ کافرہ ہم پر یہ واجب کتنا ہے کہ ہم اس بات پر غور کریں کہ قرآن شریف  
میں اللہ کا لفظ کون معنی پر آتا ہے ہماری دیانت کا یہ تقاضا، مونا چاہیئے کہ جب ہمیں خود قرآن سے  
ہی یہ معلوم ہوا کہ اللہ کے معنیوں میں یہ داخل ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے قرآن بھیجا اور حضرت محمد مصطفیٰ  
صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تو ہم اسی معنی کو فتویٰ کریں جو قرآن شریف نے بیان کیا اور خود وہی اخیار ہے۔  
اسو اس کے ہم بیان کر چکے ہیں کہ نجات حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس ان  
خدات تعالیٰ کی سیتی پر کامل بیان پیدا کرے اور نہ حرف لیٹیں بلکہ اطاعت کے لئے بھی کمر لستہ ہر جائے اور  
اس کی رضاہمنی کی راہوں کو شناخت کرے اور جب سے کہ دبایا پیدا ہوئی ہے یہ دلوں یا تینی محض  
خدا تعالیٰ کے رسولوں کے ذریعہ سے ہی مامل ہوتی آئی ہیں پھر کس قدر یہ لغو خیال ہے کہ ایک شخص  
توحید تو رکھتا ہے مگر خدا تعالیٰ کے رسول پر ایمان نہیں لانا وہ بھی نجات پانے کا لئے عقل کے اندر ہمار  
نادان! تو حید بخوبی ذریعہ رسول کے کب حاصل ہو سکتی ہے اس کی قوانینی یہی مثال ہے کہ جیسے ایک  
شخص نذر وطن سے قنطرت کرے اور اس سے بھال گئے اور پھر کے کہ میرے لئے آناتا ہے  
کافی ہے مدن کی کیا حاجت ہے وہ نادان نہیں جاتا کہ کیا آفتاب کبھی دن سے علیحدہ بھی ہوتا ہے  
ہائے انگوہیں یہ نادان نہیں سمجھتے کہ خدا تعالیٰ کی ذات تو محضی درحقیقی اور یہیں درغیب اور  
قدار اور اسے اور کوئی عقل اس کو دریافت نہیں کر سکتی جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے لامندر کہ

الابتهاج در ہو جید مردگان الابتهاج لفني بعاراتين اور بصيرتیں اس کو پا نہیں سکتیں اور وہ ان کے انتہا کوجا بناتا ہے اور ان پر فالب ہے پس اس کی توحید مخفی عقل کے ذریعہ سے غیر ممکن ہے کیونکہ توحید کی حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ انسان آفاقی باطل مبودوں سے کنارہ کرتا ہے لفني بتوں یا انسانوں یا سچ وجہ مذہب و فلسفہ کی پیش کے دست کش ہوتا ہے ایسا ہی الفہری باطل مبودوں سے پر ہیز کر لفني اپنی روحانی جسمانی طاقتیں پر بھروسہ کرنے سے اور ان کے ذریعہ سے عجب کی بلا بیں گرفتار ہونے سے اپنے شیئیں پکارے پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ بجز ترک خودی اور رسول کا دامن پکڑنے کے توحید کامل حاصل نہیں ہو سکتی اور جو شخص اپنی کسی قوت کو شریک باری پھیراتا ہے وہ کیونکہ موحد کامل است ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے جا بجا فتح حید کامل کو پروردی رسول سے والبستہ کیا ہے کیونکہ کامل توحید ایک نیازندگی ہے اور بخراں کے نبات حاصل نہیں ہو سکتی جب تک خدا کے رسول کا پرو ہو کر اپنی سخنی زندگی پر صورت وار رکھے علاوہ اس کے قرآن شریف میں بوجب قول ان ناداؤں کے متن اتفاق لازم آتھے کیونکہ ایک طرف تو جا بجا وہ یہ فرمائے ہے کہ بجز ذریعہ رسول توحید حاصل نہیں ہو سکتی اور نبات حاصل ہو سکتی ہے پھر درمی طرف کو یاد کریں یہ کہتا ہے کہ حاصل ہو سکتی ہے حالانکہ توحید اور نبات کا آفاتیب اور اس کو ظاہر کرنے والا صرف رسول ہی ہوتا ہے اسی کی روشنی سے توحید ظاہر ہو سکتے ہے پس ایسا تاتفاق خدا کے حکام کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا بڑی غلطی اس ناداؤں کی یہ ہے کہ اس نے توحید کی حقیقت کو بالکل نہیں سمجھا توحید ایک فور سے جو آفاقی والغیری مہربوں کی نفع کے بعد دل میں پیدا ہوتا ہے اور وجود کے ذرہ ذرہ میں سرایت کر جاتا ہے پس وہ بجز خدا اور اس کے رسول کے ذریعہ کے مخفی اپنی طاقت ہے کیونکہ حاصل ہو سکتا ہے انسان کا فقط یہ کام ہے کہ اپنی خودی پر صورت وار رکھے اور اس کا شیطانی تھوت کو چھوڑ دے کہیں علم می پردازش یافتہ ہوں اور ایک جاہل کی طرح اپنے نئی تصور کرے اور دعائیں لکھا رہے تب توحید کا فر خدا کی طرف سے اس پر نازل ہو گا اجد ایک نئی ذرہ اس کو بخشے گا۔

آخر پر ہم یہ بیان کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ اک یہم ورقی محال ہے جو پر یہ مان لیں کہ اللہ کا فقط ایک عام مخلوق پر مشتمل ہے جس کا ترجمہ خدا ہے اور ان مخلوقوں کو نظر انداز کر دیں جو قرآن شریف پر نظر نہ تبدیل کر سکوں ہوتے ہیں میں یہ کہ اللہ کے مفہوم ہے یہ داخلی نئیے کوہ وہ ذات ہے جس نے قرآن شریف بھیجا اور انحضرت میں اللہ علیہ وسلم کو مباحثہ فرمایا تب بھی یہہ کہیت

مخالف کو مفہیم نہیں ہو سکتی لیکن اس کا یہ طلب نہیں ہے کہ حرف اللہ تعالیٰ کو ماتسابقات کرنے کے  
کافی ہے بلکہ اس کا طلب یہ ہے کہ بخشش اللہ پر جو خدا تعالیٰ کا اسم انہم ہے اور مجتمع جسیع  
صفات کا ملک حضرت عزت ہے ایمان لا فی کافر خدا اس کو فاضح نہیں کرے گا اور کشاں کشاں اس  
کو اسلام کی طرف نے آئیگا کیونکہ ایک سچائی دوسری سچائی میں داخل ہونے کے لئے مدد و نیت ہے  
اور اللہ تعالیٰ پر خاص ایمان لانے والے آخرت کو پالیتے ہیں۔

قرآن شریف میں یہ وعدہ ہے کہ جو شخص پسے دل سے خدا تعالیٰ پر ایمان لاتے گا اور اس  
کو فاضح نہیں کرے گا اور حق اس پر کھول دے گا اور برہ راست اس کو رکھا ہے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ  
فرماتا ہے ﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا حَتَّىٰ نَهَمْ سَبَلَتَا﴾

پس اس آیت کے یہ تینی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے والا صاحب نہیں کیا جاتا آخر  
اللہ تعالیٰ پروری پر ایت اس کو کر دیتا ہے چنانچہ صوفیوں نے صدر مثالیں اس کی تکمیل ہیں کہ بعض  
غیر قوم کے لوگ جب کمال اخلاص سے خدا تعالیٰ پر ایمان لاتے اور اعمال صالحی میں مشغول ہوئے  
تو خدا تعالیٰ نے ان کو ان کے اخلاص کا یہ بدل دیا کہ ان کی آنکھیں کھول دیں اور خاص اپنی دستگیری سے  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی ان پر ظاہر کردی یہی معنی اس آیت کے آخری فقرہ کے ہیں خلهم  
اجرم عن دربہم خدا تعالیٰ کا اجر جتنا تک دنیا میں ظاہر نہیں ہوتا آخرت میں بھی ظاہر نہیں ہوتا۔  
پس دنیا میں خدا پر ایمان لانے کا یہ اجر ہوتا ہے کہ ایسے شخص کو خدا تعالیٰ پروری پر ایت بخشنما ہے اور  
صاحب نہیں کرنا اسی کی طرف یہ آیت بھی اشارہ کرتی ہے دن من اهل الکتبے الا یعنی من  
بنہ قبل صحتہ یعنی وہ لوگ جو درحقیقت اہل کتاب ہیں اور پسے دل سے خدا پر اور اس کی  
کتابوں پر ایمان لاتے اور عمل کرتے ہیں وہ آنکھ کارا اس بنی پر ایمان نے آئیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا  
ہاں غیثت آدمی جن کو اہل کتاب نہیں کہنا چاہیئے وہ ایمان نہیں لاتے۔ ایسا ہی سوانح اسلام  
میں اس کی بہت سی مثالیں پائی جاتی ہیں جن سے مسلم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایسا کریم و حمد  
نہ ہے اگر کوئی ایک ذرہ بھی نیکی کرے تو بھی اس کی جزا میں اسلام میں اس کو داخل  
کر دیتا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں بھی ہے کہ کسی صحابی نے آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ میں نے کفر کی حالت میں مخفی خدا تعالیٰ

کے خوش کرنے کے لئے بہت کچھ مال مسکین کو دیا تھا۔ کیا اس کا ثواب بھی  
مجھ کو ہو گا تو آپ نے فرمایا کہ وہی صدقات، میں جو مجھ کو اسلام کی  
 طرف پہنچانے لائے۔ لیس اسی طرح جو شخص کسی غیر مذہب میں خدا تعالیٰ کے  
 واحد لاشریک ہانتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے تو خدا تعالیٰ ابوجب  
 آیت فلهم اجرہم عند ربہم آخر اس کو اسلام میں داخل کر دیتا ہے  
 ہی مسلم بنا بنا کو پیش آیا۔ جب اس نے بڑے اعلان سے بُت  
 پرستی کو چھوڑ کر قوچید کو اختیار کیا اور خدا تعالیٰ اسے محبت کی تو  
 وہی خدا جس نے آیت مدد و حرباً لیں فرمایا ہے فلهم اجرہم عند  
 ربہم اس پر نظر ہوا اور اپنے الہام سے اسلام کی طرف اس کا  
 رہبری کی۔ تب وہ مسلمان ہو گیا اور جب بھی کیا۔

اور کتاب بحر الجواہر میں لکھا ہے کہ ابوالجیز نام ایک یہودی تھا جو  
 پارسا طبع اور است باز آدمی تھا اور خدا تعالیٰ کے لئے کوواحد لاشریک  
 ہانتا تھا۔ ایک دفعہ بازار میں چلا جاتا تھا۔ تو ایک مسجد سے اس  
 کو آواز آئی کہ ایک رکا قرآن شریف کی یہ آیت پڑھ دیا تھا۔

الآمر - ۱ حبیت المذاہ ان سیز کو ان یخوتیا امتا  
 و هم لا یفتتنون ڈینی کیا لوگ گمان کرتے ہیں کہ یوں ہی وہ سختات  
 پا جائیں گے صرف اس کھلے سے کہ ہم ایمان لائے اور ابھی خدا کی راہ  
 میں ان کا انتہا نہیں کیا گیا کہ کیا ان میں ایمان لانے والوں کی استقامت  
 اور صدق و صفا بھی موجود ہے یا نہیں؟ اس آیت نے ابوالجیز کے دل  
 پر بڑا اثر کیا اور اس سے دل کو گداز کر دیا۔ تب وہ مسجد کی دیوار کے  
 ساقٹ کھڑا ہو کر زار زار رہیا۔ رات کو حضرت سیدنا دوبیٹا محمد مصطفیٰ  
 صلی اللہ علیہ وسلم اس کی خواب میں آئے اور فرمایا:-

(باتی صفحہ ۲۸ پر)

وَحِيدُ الْهُنْدِ اُور رسالت ابْنِيَاءٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کے درمیان  
 لازم ہی تخلق پر بصیرت افراد ز تبصرہ  
 اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان  
 اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اہمیت،  
 ز قلم : مجدد ازمان حضرت مزا علام احمد صاحب قادریانی رائیح المعرفہ

اور اگر خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں کو غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ تمام  
 یہی سکھلاتے آئے ہیں کہ خدا یعنی اے کو واحد لا شریک انو اور رسالت  
 مس کے ہماری رسالت پر بھی ایمان لاو۔ اسی وجہ سے اسلامی تعلیم کا ان دو  
 عزیز دل میں خلاصہ تمام امت کو سکھلا یا گی کہ لا اللہ الا اللہ محمد رسول اللہ  
 یہ بھی یاد رہے کہ خدا کے وجود کا پتہ دینے والے اور اس کے واحد لا شریک  
 رونے کا علم ووگوں کو سکھلانے والے صرف ابْنِيَاءٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ میں اور اگر یہ مقدس  
 رُكْ دنیا میں نہ آتے تو صراط مستقیم کا یقینی طور پر پانا ایک ملتخت اور محال امر فہما۔  
 اگر چہ زین حآسمان پر غور کر کے اور ان کی ترتیب ابلغ اور حکم پر نظر ڈال کر  
 یہ صحیح الفطرت اور سلیم العقل انسان دریافت کر سکتا ہے کہ اس کا خانہ  
 پر حکمت کا بنانے والا کوئی ضرور ہونا چاہیئے لیکن اس فقرہ میں کہ ضرور ہونا چاہیئے  
 اور اس فقرہ میں کہ واقعی وہ موجود ہے بہت فرق ہے۔ واقعی وجود پر اطلاع  
 دینے والے صرف ابْنِيَاءٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ میں جہنوں نے ہزار ماشائنوں اور محزنات سے  
 دنیا پر شاہست کر دکھایا کہ وہ ذات جو مخفی درمخفی او رہنمای طائفتوں کی جائیں ہے  
 در حقیقت موجود ہے اور سچ قریب ہے کہ اس قدر عقل بھی کہ نظام عالم کو دیکھ

کر صاف حقیقی کی ضرورت محکم ہو یہ مرتبہ عقل بھی بتوت کی شاعوں سے ہی مستفیض ہے اگر ابیناء علیہم السلام کا وجود نہ ہوتا تو اس قدر عقل بھی کسی کو حاصل نہ ہوتی۔ اس کی شالی یہ ہے کہ اگرچہ زین لکھنے پانی بھی ہے مگر اس پانی کا بقاء اور وجود اسماں پانی سے والبرت ہے جب کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ اسماں سے پانی نہیں برستا تو زینی پانی بھی خشک ہو جاتے ہیں اور جب اسماں سے پانی برستا ہے تو زینی میں بھی پانی جوش ملتا ہے۔ اسی طرح ابیناء علیہم السلام کے آئندے عقلیں تیز، ہو جاتی ہیں اور عقل جزوی پانی ہے اپنی حالت میں ترقی کرتی ہے اور پھر جب ایک مدت دراز اس بات پر گزرتی ہے کہ کوئی بخی مسوبت نہیں ہوتا تو عقول کا زینی پانی گندہ اور کم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور دنیا میں بُت پُرسنی اور شرک اور ہر ایک قسم کی بدی پھیل جاتی ہے پس جس طرح آنکھیں ایک روشنی ہے اور وہ باوجود اس روشنی کے پھر بھی آفتاب کی محتاج ہے اسی طرح دنیا کی عقلیں جو آنکھ سے متابہ ہیں ہمیشہ آفتاب بتوت کی محتاج رہتی ہیں اور جبھی کو وہ آفتاب پوشیدہ ہو جائے ان میں فی المغور کدرورت اور تاریکی پیدا ہو جاتی ہے کیا تم صرف آنکھ سے کچھ دیکھ سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ اسی طرح تم بیز بتوت کی روشنی کے بھی کچھ نہیں دیکھ سکتے۔

پس چونکہ قدیم سے اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے خدا کا شناخت کرنا بخی کے شناخت کرنے سے والبرت ہے۔ اس لئے یہ خود غیر علوک اور عوال ہے کہ بجز ذریعہ بخی کے توحیدیں سکے۔ بخی خدا کی صورت دیکھنے کا آئینہ ہوتا ہے۔ اسی آئینے کے ذریعے سے خدا کا چہو نظر آتا ہے جب خدا تعالیٰ اپنے تسلیں دنیا پر نظاہر کرنا چاہتا ہے تو بخی کو جو اس کی تدریجن کا منظہر ہے دنیا میں بھیجا ہے اور اپنی وجی اس پر نازل اکتا ہے اور اپنی ربوبیت کی طاقتیں اس کے ذریعے سے دھکھاتا ہے تب دنیا کو پڑھلاتا ہے کہ خدا موجود ہے۔ پس جن لوگوں کا وجود ضروری طور پر خدا کے قیم قانون ازلی کی رو سے خدا شناسی کے لئے ذریعہ مقرر ہو چکا ہے ان پر ایمان لانا تو حید کی ایک جزو ہے۔

اور بجز اس ایمان کے توحید کا مل نہیں ہو سکتی کیونکہ نہیں کیتیر ان اسانی شانوں اور قدرت نے  
عجائبات کے جو بھی دکھلاتے ہیں اور سرفت مک پیغاماتے ہیں وہ خاص توحید جو حیثے  
یقین کامل سے پیدا ہوتی ہے میسر آسکے ذریعی قوم ہے جو خدا نامہ ہے جن کے  
ذریعے سے وہ خدا جن کا دجود و قیمت درحقیقتی درحقیقتی اور غیب الغیب ہے  
ظاہر ہوتا ہے اور سبیثہ سے وہ کہتی حقیقتی جن کا نام خدا ہے بغیر کسے ذریعے سے  
ہی شناخت کیا گیا ہے ورنہ وہ توحید و خدا کے زدیک توحید کہلانی ہے جس پر علی زنگ  
کامل طور پر چڑھا ہوا ہوتا ہے اس کا حاصل ہونا بیز فریب بھی کے جیسا کہ خلاف  
عقل ہے دلیا ہی خلاف تجارت سائیں ہے۔

بعض نادانوں کو جو یہ دہم گز نہیں ہے کہ کوئی نجات کے لئے صرف توحید کافی ہے  
بھی پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں۔ کویا وہ روح کو جسم سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں یہ دہم  
سر اسردی کو روی پر بنی ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ جب کہ توحید حقیقتی کا وجود ہی بھی کے ذریعے  
سے ہے تو اس کے متنع اور محال ہے تو بیز بھی پر ایمان لانے کے میسر کیونکہ آ  
سکتی ہے اور اگر تی کو جو جڑھ توحید کے ہے ایمان لانے میں علیحدہ کر دیا جائے تو توحید کیونکہ  
قام رہے گی۔ توحید کا سبب اور توحید کا پیدا کرنے والا اور توحید کا ہاپ اور توحید کا سرحد  
اور توحید کا منظہر اتم صرف بھی ہی ہوتا ہے۔ اسی کے ذریعے سے خدا کا محنتی چڑھو نظر آتا  
ہے اور پتہ لگتا ہے کہ خدا ہے۔ بات یہ ہے کہ ایک طرف تو حضرت احادیث جل شانہ کی  
ذات نہیات درجہ استغنا اور بے نیازی میں پڑھی ہے اس کو کسی کی ہدایت اور ضمانت کی  
پرواہ نہیں اور دوسری طرف وہ بالطبع یعنی انعاماً فرماتا ہے کہ وہ شناخت کیا جائے اور اس  
کی رحمت ازلی سے لوگ فائزہ اٹھا دیں۔ پس وہ ایسے دل پر جو اہل زین کے تمام دلوں میں  
سے محبت اور قرب اوسیاں کا حاصل کرنے کے لئے کمال درجہ پر فطرتی طاقت اپنے  
اندر رکھتا ہے اور بیز کمال درجہ کی ہمدردی بھی نوع کی اس کی فطرت میں ہے جگل فرماتا  
ہے اور اس پر اپنی ہستی اور صفات ازلیہ ابدیتی کے انوار ظاہر کرتا ہے اور اس طرح  
وہ خاص اور اعلیٰ فطرت کا آدمی جن کو درمرے لفظوں میں بھی بکھتے ہیں اس کی طرف

کہیں پناہ ماتا ہے پھر وہ بنی بیویوں کے کہ ہم لوگوں نبی نوح کا اس کے دل میں کمال درجہ پر جو شہ ہوتا ہے انہی روحاںی ترجیحات اور تفریع اور امکار سے یہ چاہتا ہے کہ وہ خدا جو اس پر ظاہر ہو لے ہے دوسرے لوگ بھی اس کو شناخت کریں اور سخاں پاؤں اور وہ دلی ٹھواڑش سے پسند و جود کی قربانی خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کرتا ہے اور اس تمنا سے کہ لوگ زندہ ہو جائیں کیونکہ موتیں اپنے لئے قبل کرتیا ہے اور بڑے بجا ہدایت میں اپنے تینیں ڈالتا ہے جیسا کہ اس آیت میں اشارہ ہے لفظ <sup>بِحَجَّةِ</sup> <sup>نَفْتَدَ</sup> <sup>أَلَا</sup> <sup>يَكُونُ</sup> <sup>نَعَمُ</sup> <sup>مِنْ</sup> <sup>نَّبِتْ</sup> <sup>أَرْجُو</sup> خدا مخلوق سے ہے نیاز اور مستغثتی ہے مگر اس کے دامنی عم اور حزن اور کرب دلقن اور تندیل اور نعمتی اور نہایت درجہ کے صدق اور صفا پر نظر کر کے مخلوق کے مستحد دلوں پر اپنے نشانوں کے ساتھ اپنا چہرہ ظاہر کر دیتا ہے اور اس کی پر جو شہ دعاوں کی تحریک سے جو آسمان پر ایک صبحناک سورہ ذاتی ہیں خدا تعالیٰ کے نشانی زمین پر بارش کی طرح برستے ہیں اور عظیم الشان خوارق دنیا کے لوگوں کو دکھلانے ملتے ہیں جن سے دیتا دیکھ لیتی ہے کہ خدا ہے اور خدا کا چہرہ نظر آ جاتا ہے لیکن اگر وہ یا کب نبی اس قدر دعا اور تضرع اور ایتھاں سے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ نہ کرتا اور خدا کے چہرہ کی چک دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے اپنی قربانی نہ دیتا اور ہر ایک قدم میں صدر میں موتیں قبل نہ کرتا تو خدا کا چہرہ دنیا پر ہرگز ظاہر نہ ہوتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ بوجہ استغاثہ ذاتی کے ہے نیاز ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے دالہ عتی عن العسلین اور والذین جاحدو افینا السهدیتہم سبنتا یعنی خدا تو تمام دنیا سے بے نیاز ہے اور جو لوگ ہماری راہ میں بجا ہدہ کرتے ہیں اور ہماری طلب میں کوشش کو انتہا تک پہنچا دیتے ہیں انہیں کے لئے ہمارا یہ تفاؤں قدرت ہے کہ ہم ان کو اپنی راہ دکھلao یا کرتے ہیں سو خدا کی راہ میں سب سے اول قربانی دینے والے بنی ہیں ہر ایک اپنے لئے کوشش کرتا ہے مگر انہیا علیہم السلام دوسروں کے لئے کوشش کرتے ہیں لوگ سوتے ہیں اور وہ ان کے حاشیہ (ترجمہ) یعنی کیا تو اس غم میں اپنے تینیں ہلاک کر دے گا کہ یہ کافر لوگ کیوں ایں نہیں لاتے۔ منہ

جا گئے ہیں اور لوگ بہتے ہیں اور وہ ان کے نئے شروع تھے ہیں اور دنیا کی رہائشی کے لئے  
بہرائیں مصیبت کو بخوبی ایش پردار درکر لیتے ہیں یہ سب اس لئے کرتے ہیں کہ تاخدا تعالیٰ  
کچھ ایسی تخلیٰ فرمادے کہ لوگوں پر ثابت ہو جادے کہ خدا موجود ہے اور مسترد لوگ پر اس کی  
ہستی اور اس کی توجیہ ملک شف ہو جادے تاکہ وہ نجات پانی پس دے جانی دشمنوں کی ہدایت دی  
میں مر رہتے ہیں اور جب انتہا درج پر ان کا درود پیختا ہے اور ان کی دروناک آہوں سے  
رو جملوں کی رہائی کے لئے ہوتی ہیں آسان پڑ ہو جاتا ہے تب خدا تعالیٰ اپنے چہرہ کی  
چک و حکلاتا ہے اور زبردست نشانوں کے ساتھ اپنی ہستی اور اپنی توجیہ لوگوں پر  
ظاہر کرتا ہے پس اسکی شک نہیں کہ توجیہ اور خدا تعالیٰ کے متاع رسول کے دامن سے ہی  
دنیا کو بٹی ہے بیز اس کے ہر گز نہیں مل سکتی اور اس امر سب سے اعلیٰ نعمتہ ہمارے ہی  
صلی اللہ علیہ وسلم نے دھایا کہ ایک قوم جو نجاست پر بھی ہوئی تھی ان کو نجاست سے  
اٹھا کر گزراریں پہنچا دیا اور وہ جو روحانی مہوک اور پیاس سے مر رئے گئے تھے ان کے  
آگے روحانی اعلیٰ درجہ کی غذائیں اور شبیہیں شربت رکھ دیئے ان کو وحیتہ حالت سے  
انسان بنا یا پھر محوی انسان سے مہذب انسان بنا یا پھر مہذب انسان سے کامل انسان  
بنایا اور اس قدر ان کے لئے نشان ظاہر کئے کہ ان کو خدا دھکلا دیا اور ان میں الیٰ  
تبدیلی میا کر دی کہ انہوں نے فرشتوں سے ہاتھ جا طالئے یہ تاثیر کسی اور بتی سے اپنی  
امانت کی نسبت ظہوریں نہ آئی کیونکہ ان کے صحبت یا بنا ناقص رہے پس میں ہمیشہ  
تجھب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عویٰ بنی جس کا نام محمد ہے لہزار ہزار درود  
اور سلام اس پر، یہ کسی عالی مرتبہ کا بخی ہے اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں  
ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں یعنی افسوس کہ جیسا حق  
حاشیہ یہ عجیب بات ہے کہ دنیا ختم ہونے کو ہے مگر اس کا مل بھی کے فیضان  
کی شما عیں اب تک ختم نہیں ہوئی اگر خدا کا کلام قرآن شریف ماتحت نہ ہوتا تو فقط یہی بنی  
نفخا جس کی نسبت ہم کہہ سکتے تھے کہ وہ اب تک سچ جسم عنصری زندہ آسمان پر موجود ہے  
لیکن کہ ہم اس کی زندگی کے مرجع آثار پاٹتے ہیں اس کا دین زندہ ہے اس کی پیروی  
(باقی صفحہ پر)

شناخت کا ہے اسکے سر تر کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توجید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی و ایک میلوان ہے جو دنیا میں لا یا مل دنیا نے خدا سے انتہائی درجہ پر مجتبی اور انتہائی درجہ پر بنی فرع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اس نے خدا نے اس کے دل کے راز کا دافتہ تھا اس کو تمام ابیا، اور تمام اوریں و آخرین پر فضیلت بخ اور اس کی مراویں اس کی زندگی میں اس کو دیں وہی ہے جو سرحتیہ نہ رکیں کہا ہے اور شخص جو بغیر اقرار افاقتہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے ذریت شیطان ہے کیونکہ رکیں کہ ایک فضیلت کی بقیٰ اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک مرفت کو اس کو عطا کیا گیا ہے جو اس کے ذریعہ سے نہیں پتا دہ محروم ازی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں ہماری حقیقت کیا ہے ہم کافر مقتنت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توجید حصہ ہم نے اسی بنی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت نہیں اسی کا بل بنی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخالفات کا مشرف بھی جسے ہم اس کا چھرو دیکھتے ہیں اسی بزرگ بنی کے ذریعہ سے ہمیں میر کیا ہے اس آفتاً برہایت کی شعاع و صور کی طرح ہم پر پڑتی پڑے اور اسی وقت تک ہم منور رہ سکتے جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔ ”  
وہ لوگ جو اس غلط خیال پر نہیں ہوتے ہیں کہ جو شخص ساختہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لادے یا مرتد ہو جائے اور توجید پر قائم ہو اور خدا کو واحد لا شریک جاتا ہو تو بھی بخات پا جائے گا اور ایمان نہ لانے یا مرتد ہونے سے اس کا کچھ بھی حرج نہ ہو گا؛ کہ عبد الحکیم خان کا مد ہو ہے ایسے لوگ درحقیقت توجید کی حقیقت سے ہی بے خبر ہے بقیہ حاشیہ۔ کرنیوالا زندہ ہو جاتا ہے اور اس کے ذریعہ سے زندہ خدا میں جاتا ہے ہم نے دیکھ یا ہے کہ خدا اس سے اور اس کے دین سے اور اس کے محب سے محبت کرتا ہے اور یاد رکھ کر درحقیقت وہ زندہ ہے اور آسمان پر سب سے اس کا تمام برتر ہے لیکن یہ جسم غصہ ری جو نالی ہے یہ نہیں ہے بلکہ ایک اور لوگانی جسم کے ساتھ جو لا زوال ہے اپنے خدا کے مقندر کے پاس آسمان پر ہے۔

یہیں - ہم بارہا لکھ کچے ہیں کہ یوں تو شیطان بھی خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک سمجھتا ہے ملکہ قدر دلخواہ  
سمجھتے سے نجات نہیں، ہو سکتی بلکہ نجات تو دوام پر موقوف ہے۔

(۱۱) ایک یہ کہ یقین کامل کیسا لفظ خدا تعالیٰ کی سی اور وحدائیت پر ایمان لا دے۔

(۱۲) درسرے یہ کہ ایسی کامل بحث حضرت احادیث جل شانہ کی اس کے دل میں  
جاگزین ہو کر جس کے استیلا اور غلبہ کا یہ عینجہ ہو کہ خدا تعالیٰ کے اطاعت میں اس کی حالت  
جان ہو جس کے بغیر دھبی ہی نہ سکے اور اس کی بحث تمام اغیار کی محبتون کو پا مال اور  
مدد م کر دے۔ یہی توحید حقیقت ہے کہ بجز تابعت ہمارے کے سید و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ  
علیہ وسلم کے ماحصل، یہ نہیں ہو سکتی کیونکہ حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خدا کی

ذات غائب الخیب اور دراد الوراء و معرفہ نہایت مخفی و داقع ہوئی ہے جس کو عقول انسانیہ  
مخفی اپنی طاقت سے دریافت نہیں کر سکتیں اور کوئی بہان عقلی اس کے وجود پر قطبی دلیل  
نہیں ہو سکتی کیونکہ عقل کی دوڑ اور سی حرفاں حد تک ہے کہ اس عالم کی صفتتوں پر نظر  
کر کے صاف کی ضرورت محسوس کرے مگر ضرورت کا محسوس کرنا اور شے ہے اور اس درجہ  
میں الحقائق تک پہنچنا کہ جس خدا کی ضرورت تسلیم کی گئی ہے وہ درحقیقت موجود بھی ہے  
یہ ادھیبات ہے اور چونکہ عقل کا طریق تاقص اور ناتام اور مشتبہ ہے اس شہر ایک  
مخفی عقل کے ذریعے سے خدا کو شناخت نہیں کر سکتا بلکہ اکثر ایسے لوگ جو مخفی عقل  
کے ذریعے سے خدا تعالیٰ کا پیتا لگانا چاہتے ہیں آخر کار و ہر یہ بن جاتے ہیں اور مصنوعات  
ذیں اور انسان پر غور کرنا کچھ بھی ان کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا اور خدا تعالیٰ کے کاموں پر  
مٹھٹھا اور ہنسی کرتے ہیں اور ان کی یہ بحث ہے کہ دنیا میں ہزارہا ایسی چیزوں پر  
جاتی ہیں جن کے وجود کا ہم کوئی فائدہ نہیں دیکھتے اور جن میں ہماری عقلی تحقیق سے  
کوئی ایسی صفت ثابت نہیں ہوتی جو صاف پر دلالت کرے بلکہ مخفی لذ اور باطل طور پر  
ان چیزوں کا وجود پایا جاتا ہے انہوں دہ نادان نہیں جانتے کہ عدم علم سے عدم  
شے لازم نہیں آتا۔ اس قسم کے لوگ کئی لاکھ اس زمانہ میں پائے جاتے ہیں جو اپنے  
تیئیں اول درجہ کے عقل مند اور فلسفی سمجھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے وجود سے مست

مکر ہیں اب ظاہر ہے کہ اگر کوئی عقلی دلیل زبردست ان کوٹھی تودہ خدا تعالیٰ کے وجود کا انکار نہ کرتے اور اگر وجود باری جل شانا نہ پر کوئی برہان یقینی عقلی ان کو ملزم کرتی تو وہ ہفت بے خیالی اور مکھیے اور منی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے وجود سے ہذکر نہ ہو جائے پس کوئی شخص فلسفیوں کی گشتی پر بیٹھ کر طوفان شہبات سے بخات نہیں پاسکتا بلکہ ہڈو ہڑق ہو گا اور ہر گز ہر گز ثابت توحید خالص اس کو میسر نہیں آئے گا۔ اب سوچو کہ یہ خیال کس قدر باطل اور بار بار ہے کہ بیتربدی سلیمانی صلی اللہ علیہ وسلم کے توحید میسر است اسکی ہے اور اس سے انسان بخات پاسکتا ہے۔ اے ناد افوا جب تک خدا کی ہستی پر یقین کامل نہ ہو اس کی توحید پر یکون کر یقین، ہو سکے۔ پس یقیناً سمجھو کہ توحید یقینی محن نبی کے ذریعہ سے، ہی مل سکتی ہے جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نعموب کے دہریوں اور بعد مذہبیوں کو ہزار ہا آسمانی نشان دھکلا کر خدا تعالیٰ کے وجود کا قائل کردا اور اب تک انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی احمد کامل پیرودی کرنے والے ان نشانوں کو دہریوں کے سامنے پیش کرتے ہیں بات یہی سچ ہے کہ جب تک زندہ خدا کی زندہ طاقتیں انسان مشاہدہ نہیں کرتا شیطان اس کے دل میں سے نہیں نکلتا اور نہ سچی توحید اس کے دل میں داخل ہوتی ہے اور نہ یقینی طور پر خدا کی ہستی کا قائل ہو سکتا ہے اور یہ پاک اور کامل توحید صرف انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ملتی ہے۔

ادروہ زبردست نشان جو تی کے ذریعہ سے ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی اور وحدائیت کو ثابت کرتے ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ اکی صفات جمال اور جلالی کو اکل اور انہم طور پر ثابت کر کے اسی کی عظمت اور محبت دلوں میں بھاتے ہیں اور جب ان نشانوں سے جن کی جڑ ہو زبردست اور اقتداری پیش گو شیان ہیں خدا تعالیٰ کی ہستی اور وحدائیت اور اس کے صفات جمالیہ اور جلالیہ پر یقین آ جاتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کو اس کی ذات اور جمیع صفات میں واحد لا اشريك جانتا ہے اور اس کی خوبیوں اور رحمانی حسن و جمال پر نظر ڈال کر اس کی محبت میں کھو جاتا ہے اور پھر اس کی عظمت اور حلال اور بے نیازی پر نظر ڈال کر اس سے

ڈنارہ تھا ہے اور اس طرح پر وہ دن بدن خدا تعالیٰ کی طرف کھپا جاتا ہے میہان نک  
کرتا مام سفلی تعلقات توڑ کر روح مغض رہ جاتا ہے اور تمام صحنِ سیتہ اس کا محبت  
اللہی سے بھر جاتا ہے اور خدا کے وجود کے مشاہدہ سے اس کے وجود پر ایک  
موت دارہ برجاتی ہے اور وہ موت کے بعد ایک نئی زندگی پا لیتے تھے تا اس فنا  
کی حالت میں کہا جاتا ہے کہ اس کو توحید حاصل ہو گئی ہے پس جیسا کہ ہم لکھ رکھے  
ہیں وہ کامل توحید جو سچتہ نجات ہے بیگز بی کامل کی پیرودی کے حصل  
ہر ہی نہیں سکتی ۔

اب اس تقریر سے ظاہر ہے کہ خدا کے رسول کو مانا تھا توحید کے ماننے کے  
لئے علت موجہہ کی طرح ہے اور ان کے باہمی ایسے تعلقات ہیں کہ ایک دوسرے  
سے جدا ہو ہی نہیں سکتے اور جو شفیق پیرودی رسول کے توحید کا دعویٰ کرتا  
ہے اس کے پاس حرفاً ایک خشک ہڈی ہے جس میں مخفی نہیں اور اس کے  
باہمی مغض ایک مردہ چراغ ہے جس میں روشنی نہیں ہے اور ایسا شخص کو جو  
یہ خال کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص خدا کو واحد لاشریک جانتا ہو اور آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانا ہو وہ نجات پائی گا یقیناً "محبوب کہ اس کا دل بندوں  
ہے اور وہ انہا ہے اور اس کو توحید کی کچھ بھی خر نہیں کر کیا چیز ہے اور ایسی  
توحید کے افراریں شیطان اس سے بہتر ہے کیونکہ اگرچہ شیطان عاصی اور  
نا فرمان ہے لیکن وہ اس بات پر تو یقین رکھتا ہے کہ خدا موجود ہے مگر  
حاشیہ ہے اگر کوئی ہے کہ جس حالت میں شیطان کو خدا تعالیٰ کی ہستی لور وحدانیت پر  
یقین ہے تو پر وہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی کیوں کرتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس  
کی نافرمانی انسان کی نافرمانی کی طرح نہیں ہے بلکہ وہ اسی عادت پر انسان کی آزمائش کے  
لئے پیدا کیا گیا ہے اور یہ ایک راز ہے جس کی تفضیل انسان کو نہیں دی گئی اور انسان کی  
خاصیت ایک اثر اور اغلب طور پر ہمیں ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی نسبت علم کا مل حاصل کرنے سے  
ہدایت پا لیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انتا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادَةِ الظَّمَانِ جو لوگ  
شیطانی سُرِشت رکھتے ہیں وہ اس قدر سے باہر ہیں ۔ منہ

اس شخص کو تو خدا پر لیتیں مجھی نہیں۔

اب فلا صہ کلام یہ کہ جو لوگ ایسا عقیدہ رکھتے ہیں کہ بیغراں کے کوئی  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے بصرف توحید کے اقرار سے کسی کی  
نجات ہو جائے گی۔ ایسے لوگ پوشیدہ مرد ہیں اور درحقیقت وہ اسلام  
کے دشمن ہیں اور اپنے لئے ارتداد کی ایک راہ نکالتے ہیں ان کی حمایت کرنا  
کسی دیندار کا کام نہیں ہے۔

(حقیقت الوجی مصنفہ شمس الدین از صفحہ ۱۱۹ تا ۱۲۰)

سیدنا حضرت مزا اصحاب قادیانی نے اپنے اس نظریہ کی تائید میں قرآن کریم  
کی متعدد آيات پیش کی ہیں میں بنی طالوت کے خوف سے صرف دو آنکھیں کے ذکر  
پر ہی اتفاق کیا جاتا ہے جو یہ ہیں۔

۱۔ ”قوله تعالیٰ دا ذا خذ الله میثاق النبيتی لہما اتیتکم من  
کتاب پو حکمۃ شتم جباء کم رسوله مصدقہ لہما معکم لتوڑمن  
بہ ولتنصرتہ“۔ قالك دا قدر تسم دا خذ تسم على ذلکم اصوی ط  
قاللہ اقررتا قال خا شهدوا داما معکم من الشاهدین دا بجزدہ“۔

ترجمہ: اور یاد کرو جب خدا نے تمام رسولوں سے ہمدیا کر جب یہ  
تمہیں کتاب اور حکمت دیں گا اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول  
آئے گا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا تمہیں اس پر ایمان لانا ہو گا اور  
اس کی مدد کرنی ہو گی اور کہا کیا تم نے اقرار کر لیا تب خدا نے فرمایا کہ اب اپنے  
اقرار کے گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ اس بات کا گواہ ہوں۔

اب ظاہر ہے کہ اپنیاء تو اپنے اپنے وقت پر فوت ہو گئے تھے یہ حکم  
ہر بیت کی امت کے لئے ہے کہ جب وہ رسول ظاہر ہو تو اس پر ایمان لاؤ درجہ  
مرا خذہ ہو گا۔ اب بتلا دیں میاں عبدالحکیم غان۔ نیم ملّا خطرہ ایمان کے اگر صرف  
توحید خشک سے نجات ہو سکتی ہے تو پھر خدا تھا لے ایسے لوگوں سے کیوں

موافقہ کرے گا جو گوئے نبھرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے مگر توحید  
باری کے قائل ہیں۔

علاوه اس کے تبریت استثناء بابت حادیں ایک یہ آیت موجود ہے کہ جو  
شخُنْ أَسْ أَخْرَى زَمَانَ بَنِيٍّ كُوْنَهِينَ مَا نَفَعَ كَمَا - میں اس سے مطالبہ کروں گا۔ پس  
اگر فتوحہ توحید ہی کافی ہے تو یہ مطالبہ کیوں ہو گا؟ کیا خدا اپنی بات کو ہبھول  
جائے گا نہ؟” (حقیقت الوجی صفحہ ۱۳۰، ۱۳۱)

”اب اٹھو اور انکھ کھولو اے۔“ میاں عبد الحکیم، کہ خدا تعالیٰ نے ان آیات  
میں فیصلہ کر دیا ہے اور بخات پاکہ حرف اسی بات میں حصر کر دیا ہے کہ لوگ  
خدا تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لا دیں اور اس کی بندگی کیں۔ خدا تعالیٰ اے کے  
کلام میں تاتفاق اور اختلاف نہیں ہو سکتا۔ پس جب کہ اللہ جل شانہ نے انھر  
صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعیت سے نہات کو والبستہ کر دیا ہے تو پھر یہ ایمانی ہے  
کہ ان آیات قطعیۃ الدلالت سے انحراف کر کے متشابہات کی طرف دوڑپیں  
متشابہات کی طرف ہی لوگ دوڑتے ہیں جن کے دل نفاق کی مریض سے  
بیمار ہوتے ہیں“ (حقیقت الوجی مصنفہ، صفحہ ۱۹۰ - صفحہ ۱۳۳)

## باقیہ اس صفحہ = اتا ۲۹

ایسا الخیر اعجمی ان مثلاً مع کمال فضیل بینکر بنیو قی  
یعنی اے ابوالخیر مجھے تجھ پ آیا کہ تیرے چیسا انسان باوجود اپنے کمال  
فضل اور زرگی کے میری نبوت سے انکار کرے پس صحیح ہوتے ہیں ابوالخیر  
مسلمان ہو گیا اور اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔

خلاصہ یہ کہ میں اس بات کو یا کھل سمجھ دیں سکتا کہ ایک شخص خدا تعالیٰ  
پر ایمان لا دے اور اس کو دعا دلا مشریک سمجھے اور خدا اس کو درجہ سے

تو نجات دے مگر کنایتا ہی سے نجات نہ دے۔ حالانکہ نجات کی جگہ مرفت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے صق کان فی هذہ اعماقی فہرستی الآخرۃ اعلیٰ دا ضل سبیلا یعنی جو شخص اس چنان میں انداھا ہے وہ دوسرے چنان میں بھی انداھا ہی ہو گا یا اس سے بھی بدتر۔ یہ بات بالکل یہ ہے کہ جس نے خدا کے رسولوں کو شناخت نہیں کیا اس نے خدا کو بھی شناخت نہیں کیا۔ خدا کے چہرے کا آئینہ اس کے رسول ہیں ہر ایک جو خدا کو دیکھتا ہے اسی آئینے کے ذریعہ سے دیکھتا ہے پس یہ کس قسم کی نجات سے کہ ایک شخص دنیا میں تمام عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتب اور منکر رہا اور قرآن شریف سے انکاری رہا اور خدا تعالیٰ نے اس کو آنکھیں نہ بخشیں اور دل نہ دیا اور وہ انداھا ہی زہا اور انداھا ہی مر گیا اور پھر نجات بھی پا گیا یہ عجیب نجات ہے! اور ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس شخص پر رحمت کرتا چاہتا ہے پہلے اسی کو آنکھیں بخشتا ہے اور اپنی طرف سے اس کو علم عطا کرتا ہے (صدماً آدمی ہمارے سلسلہ میں ایسے ہوں گے کہ وہ مخفی خواب یا الہام کے ذریعہ سے ہماری جماعت میں داخل ہوئے ہیں) اور خدا تعالیٰ کی ذات دیکھ رحمت ہے اگر کوئی ایک قدم اس کی طرف آتا ہے تو وہ دو قدم آتا ہے اور جو شخص اس کی طرف جلدی سے چلتا ہے تو وہ اس کی طرف دوڑتا آتا ہے اور نایا کی آنکھیں کھوتا ہے پھر کیونکہ قبول کیا جائے کہ ایک شخص اس کی ذات پر ایمان لایا اور پچھے دل سے اس کو واحد لاشریک سمجھا اور اس سے محبت کی اور اس کے اوپر یا اس داخل مرا پھر خدا نے اس کو نایا کھا اور ایسا انداھا رہا کہ مدد کے بنی کو رینی بی کو مسلم ازتاقل (شناخت نہ کر سکا اسی کی مریدی یہ حدیث ہے کہ عن مات و مدم نیز امام نہ صابہ فقدمات میتۃ الجمالیۃ یعنی جس شخص نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ جاہلیت کی موت پر مر گیا اور صراط مستقیم سے بے نصیب رہا۔ (کتاب حقیقتہ الوجی مصنف ۱۹۰۶ء)

# اَشْعَلَ دَرْدَح حَضْرَتْ بَنِي كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

از سیدنا حضرت مرتضی غلام احمد قادریانی صاحب (مسیح موعود)

امام زماں دیکھ دوڑاں وہ مدی عالی مقام کے مندرجہ ذیل اشعار میں جس قدر محبت اسلام اور حضرت صلیم کے ساقط نظر آتی ہے اس کی نظریں ملتی۔ ان اشعار میں اسلام کا زندہ مذہب ہونا اور حضرت صلیم کا زندہ رسول ہونا واقعات اور واردات ذاتی سے ثابت کیا گیا ہے۔ کاکش طالیاں حق تھتب اور عتاد سے دل کو خالی کر کے ان کا مطالعہ کریں اگر ایسا کریں گے تو یقیناً ان کے دلوں پر ان اشعار کے ہکنے والے کی محبت متلوں ہو جائے گی۔ وہ اشعار یہ ہیں۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے      کوئی دین دین محمد ساز پایا ہم نے  
کوئی مذہب نہیں ایسا کرنا شان دھلادے      یہ تم ریانِ محمد سے ہی کھیا ہم نے  
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا      کوئی دنیوں کو جو دیکھا تو کہیں فورتہ تھا  
اور دنیوں کو جو دیکھا تو کہیں باقول کو ہکنے کہتے  
تھک کر دہم تو انہیں باقول کو ہکنے کہتے  
آن ماٹش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند  
یونہی غفلت کے مخافوں میں پڑے سوتے ہیں  
جل پہنچے یہیں یہ سمجھی بعضوں میں اور کہیں میں  
آڑ لوگو کہ میہیں فور خدا پاؤ گے  
آج ان فرونوں کا اک روپ ہے اس عاجزیں  
جس سے یہ فور ملا فور تہییر سے ہیں  
معطلہ پر زرا بیحد ہوں اسلام اور رحمت  
رب طہے جاں محمد سے میری جان کو ملام

لا جرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے  
جب سے عشقی اس کاتھ دل میں بھایا ہم نے  
افڑا ہے جسے از خودی بنایا ہم نے  
نام کیا غم ملت یہ رکھایا ہم نے  
رحم ہے جو شیں اور فیض گھٹایا ہم نے  
تیری خاطر سے پس باراٹھایا ہم نے  
اپنے سینہ میں یہ اک شہربا یا ہم نے  
سیف کا کام قلم سے ہی رکھایا ہم نے  
سب کا حل آتش سوزان میں جھلایا ہم نے  
اپنا ہبڑہ تی راہ میں اڑایا ہم نے  
خُم کا خم منہ سے بعد حوصل کھایا ہم نے  
تیر سے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے  
لا جرم درپر تیر سے مر کو جھکایا ہم نے  
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے  
جس سے دل میں یہ تیرافقی جایا ہم نے  
نور سے تیرے شیاطین کو جلا یا ہم نے  
تیرے بڑھتے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے  
درج میں تیری دہ کاتے ہیں جو کایا ہم نے  
شورِ محشر تیرے کوچہ میں چایا ہم نے

### دوسرا قصیدہ

نام اسکا ہے محمد دہبر مرادی ہے  
لیک از خدا نے بر تحریر الوری یہی ہے  
اس پرہر اک نظر ہے بدرا الدلی یہی ہے  
میں جاؤں اس کےوارے میں ناغذر یہی ہے

اس سے مہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں  
مور دقر ہوئے اسکھیں اعیا رکی ہم  
زمم میں ان کے سیحانی کا دعوے امیرا  
کافر و مخدود جمال ہیں کہتے ہیں  
کایاں کسی کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو  
تیر سے نہ کی ہی قسم میرے پیارے احمد  
تیری الفت سے ہے تھوڑا میرا ہبڑہ  
صف دشمن کو کیا ہم نے بخت پامال  
نور و گھلائے تراسب کو کیا ملزم و خوار  
نقش، سکتی تیری الفت سے ملایا ہم نے  
نیازخانہ جو اک مرجع عالم دیکھا  
شان حق تیرے شماں میں نظر آتی ہے  
چھوکے دامن تیرا ہرام سے ملی ہے نبات  
دلبرا مجھ کو قسم ہے تیری یکتا لئی کی  
بغدادی سے میر مرث گئے سب غیروں کے نقش  
دیکھ کر سنجو عجب نور کا جلوہ دیکھا  
ہم بورے خرام نجھ سے ہی اسے خیر رسی  
اوی زاد فریکیا چیز فرشتے بھی تمام  
قوم کے علم سے ننگ آکے میرے پیارے اسچ

وہ پشو اہم اجس سے ہے نور سارا  
سب پاک ہیں میر اک دوسرے سے مہتر  
پہنڈ سے خرت ہے خوبی میں اک قدر ہے  
پہنچے تو رہ میں ہارے پاراں نے میں انم کے

دل یار سے ملائے وہ اشایہی ہے  
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنا یہی ہے  
وہ طبیب دیں ہے اسکی شناہی ہے  
جو راز تھے بتائے تم العطا یہی ہے  
ہاتھوں میں شیخ دیں ہے عین العصایہی ہے  
دولت کا دینے والا فرم ازدواجی ہے  
وہ ہمیں چیز کیا ہوں گیں فیصلہ یہی ہے

(ذرا انفاف پندوگ اس شرپر غور کیں)

باقی ہے سب فیلانہ سچ جنطایہی ہے  
وہ جس نے حق دکھایا وہ مرقا یہی ہے  
چھر کھوئے جس نے جذبے وہ مجتبی یہی ہے  
حشیوں میں دین کو صلایا کیا شکل ختم کار  
متقی راز بوت ہے اسی سے آشکارا  
قوم حشی میں اگر پیدا ہوئے کیا جائے عمار  
گرجہ نکلے روم کی سرحد سے یا از زنگیار  
کیا پیارا یہ نام احمد ہے  
سب سے بڑھ کر مقام احمد ہے  
میر ایستان کلام احمد ہے

میں مندرجہ بالا شمار کو پیش کرنے کے بعد تمام اہل ول اور تمام اہل الصاف احبابِ کرام  
سے درستادن اپیل کرتے ہوئے دریافت کرتا ہوں کہ کیا عالمِ اسلام کو زیب دیتا ہے کہ  
پیدتا حضرت مزاصاحب قادریانی جیسے ماشیت رسول و عاشق اسلام کو جن کا عشق ایک ایک  
شر سے ٹپک رہا ہے کفر کے فتنے سے ڈاہیں چانچک اپنے ایک شہر بنیان نکل فرماتے ہیں  
بعد از خدا بعثت محمد مختار محرم پ

پردے جو تختہ مٹائے اندر کی راہ دکھائے  
وہ یار لاسکانی وہ دلجنہس انی  
وہ آج شاہ دین ہے وہ تایج مولیں ہے  
حق سے جو حکم آئے اس نے وہ کر دکھائے  
آنکھ اسکی دربین ہے دل یار سے قریں ہے  
جو راز دین تھے بھاوسے اس نے بتائے سارے  
اس فور پر فدا ہوں اسکا ہتی میں ہمراہوں

وہ دلبر دیگانہ علوں کا ہے خستادن  
سب ہم نے اس سے پایا شاہر ہے تو خدا  
ہم تھے دلوں کے انہیں سورودلیں پر چند  
کہتے ہیں وہ پر کے نادان بینی کاں ہیں  
پر بنانا آدمی دھشی کو ہے اک مجرمہ  
فولاد نے آسان سے خود بھی وہ اک نور تھے  
روشنی میں ہمراہ ملابان کی جبلہ کیا فرق ہو

زندگی بخش حام احمد ہے  
لاکھ ہوں ابیاء مگر بخدا  
باشع احمد سے ہم نے مصل کھایا

میں مندرجہ بالا شمار کو پیش کرنے کے بعد تمام اہل ول اور تمام اہل الصاف احبابِ کرام  
سے درستادن اپیل کرتے ہوئے دریافت کرتا ہوں کہ کیا عالمِ اسلام کو زیب دیتا ہے کہ  
پیدتا حضرت مزاصاحب قادریانی جیسے ماشیت رسول و عاشق اسلام کو جن کا عشق ایک ایک  
شر سے ٹپک رہا ہے کفر کے فتنے سے ڈاہیں چانچک اپنے ایک شہر بنیان نکل فرماتے ہیں  
بعد از خدا بعثت محمد مختار محرم پ